تعارف وتبصرہ

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اوران کی علمی خدمات ڈاکٹر محمد صہیب

ناشر: مرکز تحقیقات وخدماتِ علمیہ، مرقاۃ العلوم مئو، یوپی، ۲۰۰۷ء، صفحات ۵۲۴، قیمت درج نہیں۔

عصرِ حاضر میں برصغیر ہند کے جن محدثین کو عالمی شہرت حاصل ہوئی ان میں ایک مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی بھی ہیں۔ ان کی علمی خدمات کا دائرہ اگرچہ تفسیر، حدیث، فقہ، فتاویٰ، مناظرہ، تاریخ، تذکرہ اور ادب وشعر کو محیط ہے، مگر ان کی اصل جولان گاہ حدیث ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے درجنوں نادر وکم یاب کتبِ احادیث کی تحقیق وتعلیق کی ہے۔ ان میں مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند حمیدی، کتاب الزھد والرقائق لعبداللہ ابن مبارک، سنن سعید بن منصور خراسانی، الحاوی لرجال الطحاوی، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ لابن حجر عسقلانی اور فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث لمحمد بن عبدالرحمان السخاوی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان کی سوانح اور علمی خدمات کا جائزہ وقت کا تقاضا تھا جس کو مولانا محمد صہیب قاسمی نے پورا کیا ہے۔ یہ در اصل مصنف کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جو انھوں نے ڈاکٹر شمس تبریز خاں کی نگرانی میں لکھنؤ یونیورسٹی سے مکمل کیا ہے اور جس پر انھیں ڈاکٹریٹ کی سند تفویض کی گئی ہے۔

زیرِ نظر کتاب دیباچہ، مقدمہ اور پیش لفظ کے علاوہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں ہندوستان کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے، دوسرے باب میں مولانا اعظمی کی مختصر سوانح بیان کی گئی ہے۔ تیسرا باب 'مختلف علوم و فنون سے متعلق مولانا مرحوم کی خدمات' کے موضوع پر ہے۔ اس میں ان کی ہمہ جہت علمی خدمات کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ باب چہارم میں مولانا کی چند تصنیفات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ باب پنجم کا عنوان ہے 'مولانا اعظمی اہلِ علم کی نظر میں' اس میں ملک و بیرون ملک کے تقریباً چالیس علماء وفضلاء کی، مولانا کے علم وفضل کے اعتراف پر شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں شیخ احمد محمد شاکر، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، شیخ زاہد الکوثری، ڈاکٹر عبدالحلیم

محمود، شیخ محمود محمد شاکر، شیخ ناصرالدین البانی، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبدالماجد دریابادی اور مولانا سید سلیمان ندوی وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس طرح یہ کتاب مولانا کی علمی خدمات کا کماحقہٗ احاطہ کرتی ہے۔

مولانا اعظمی کی شخصی زندگی پر ڈاکٹر مسعود احمد کے قلم سے 'حیات ابوالمآثر' کے نام سے ایک کتاب شائع ہوچکی ہے۔ بنابریں مقالہ نگار نے مولانا کی سوانح مختصر بیان کی ہے اور اصل توجہ ان کی علمی خدمات پر مرکوز کی ہے۔ موصوف نے علمی خدمات کے جائزہ میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ پہلے متعلقہ کتاب کا نام اور اس کا مختصر تعارف پیش کیا ہے، پھر اس پر مولانا اعظمی کے کام کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اس طرح قاری کو مولانا مرحوم کی جملہ علمی خدمات کا علم ہوجاتا ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی خدمات کا ایک پہلو یہ ہے کہ انھوں نے بعض معاصر محدثین کی تحقیقات پر استدراکات لکھے ہیں، اس ضمن میں شیخ احمد محمد شاکر شارح مسند امام احمد بن حنبل، علامہ ناصرالدین البانی، مولانا عبدالرحمان مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی اور شیخ ابو غدّہ محقق 'الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل' لعبدالحی فرنگی محلی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مولانا کی علمی خدمات کا ایک پہلو بعض فرقوں اور اصحاب مسالک سے مناظرے بھی ہیں۔ اس بارے میں مولانا کے نقطۂ نظر سے اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال انھوں نے اپنے مسلک کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔ مقالہ نگار نے اس کا تذکرہ بھی تفصیل سے کیا ہے کہ مولانا کے مناظرے کن کن اختلافی موضوعات پر ہوئے ہیں۔ البتہ انھوں نے فرقہ و مسلک کے درمیان بیّن فرق کو ملحوظ نہیں رکھا ہے اور بعض مسالک کو فرقہ سے تعبیر کردیا ہے، جو کہ قابلِ اصلاح ہے۔

مجموعی طور پر کتاب کا اندازِ بیان علمی اور تحقیقی ہے۔ تاہم باب اوّل غیر مربوط اور الجھا ہوا ہے۔ جملوں کی بعض ترکیبیں بہت ثقیل ہیں، جیسے کیسۂ فیض (ص ۸۵) اور صاعقہ بردار شخصیتوں (ص۵۲) وغیرہ۔ یہ کتاب اپنے مشمولات کے اعتبار سے جامع، مکمل اور فی الجملہ لائقِ مطالعہ ہے۔ (محمد جرجیس کریمی)